

نسبت

سید محمد ابوالخیر کشفی

نسبت

سید محمد ابوالخیر کشفی

اقلیم نعت

تعاون

طاہرہ کشفی میموریل سوسائٹی

ضابطہ

کتاب	:	نسبت
شاعر	:	سید محمد ابوالخیر کشفی
مرتب	:	عاطف معین قاسمی
سنِ اشاعت	:	۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء
قیمت	:	۵۰ روپے
کمپوزنگ	:	راشد شہزاد، میڈیا سروسز کراچی۔ 2634334
طابع	:	خواجہ قمر الحسن
مطبع	:	خواجہ پرنٹرز اینڈ پبلشرز۔ فون: 6684363
اہتمام	:	طاہرہ کشفی میموریل سوسائٹی کراچی
ناشر	:	اقلیم نعت

۲۵ / ای فیز ۵ ٹی اینڈ ٹی فلیٹس

شادمان ٹاؤن نمبر ۲ شمالی کراچی ۷۵۸۵۰

جن کی نعتیں اُنؐ کے نام

کتاب نما

تراجم

مختلف اصناف

نثری نظمیں

پیشِ گفتار

نعت گوئی، اپنی جان کی قیمت پر سرورِ دنیا و دیں صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں پہنچنے کا نام ہے...... ہم اسی سفر میں مصروف ہیں اور منزل بہت دور ہے۔

نعت گوئی اپنے وجود کی سچائیوں کے ساتھ ان ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضری کا نام ہے...... شاید حضوری کا یہ لمحہ ہمیں حرف و صوت کی دُنیا میں کبھی مل جائے۔

نعت گوئی مواجہ شریف میں قیام کے اُن چند لمحوں کا نام ہے جو جو وقتِ گزراں کے تصور کو مٹا دیتے ہیں۔

نعت گوئی اُس انتظار کا نام ہے جس کا پورا مفہوم ہمیں نہیں معلوم۔ رحمت اور عطائے بے کراں کا انتظار۔

نعت دلِ زندہ کے ساتھ بیداری کی ساعت کا نام ہے۔

نگاہے یا رسول اللہؐ نگاہے

جو لمحہ تری یاد سے آباد ہوا ہے
اک کنج حرا ہے مرے مولا، مرے آقاؐ

اندازِ گلستاں پیدا

میں شجر تھا...... آگ میں جلنے لگا
لفظ کے پتے گرے
اور آگ میں جلنے لگے
ہر خیالِ سبز میرا آگ میں جلنے لگا
اور پھر میں نے کہا
ینارُ کونی برداً و سلٰماً علیٰ ابراھیم

(۲)

کلمۂ ربِ جلیل
میرے ہونٹوں کی اذاں بننے لگا
میرے زخموں کے لے مرہم بنا
ہر شاخِ میری
شاخِ گل
شاخِ سرورِ جاوداں
بنے گی
بنتی گئی

۱۳ اکتوبر ۱۹۷۸ء

حمد

آواز تیری روح میں
آثار تیرے ذہن میں
نغمہ تیرا آفاق میں
پرچم ترے افلاک پر
سارے ملائک نغمہ خواں
سارے شجر سارے حجر
افلاک کے سارے نجوم
یہ قرصِ روشن چاند کا
سورج کا زریں پیرہن
تیری صفاتِ بے کراں
ہر شے سے پیدا ہیں یہاں

☆......☆......☆

رحمت ہے تیری بے کراں
تو ہے "رحیم" و مہرباں
"رحمٰن" بھی، "قدوس" بھی
"خالق" بھی تو، "باری" بھی تو
تخلیق تیری شان ہے
منشا ترا صورت گرِ حسن و جمال
"اول" بھی تو، "آخر" بھی تو

""ظاہر"" بھی تو ""باطن بھی تو
ارض و سما کا ""نور"" بھی
""باعث"" ہے تو تخلیق کا
""شاہد"" ہے تو تکوین کا
اے ""وارثِ"" کون و مکاں
تو ہے ""رقیبِ"" دو جہاں
ہر شے نگاہوں میں تری
ہر شے حفاظت میں تری
ہر ""حق"" کی تو بنیاد ہے
تیرے نبی بنیادِ ""حق""
ابراہیمؑ تیرے دوست ہیں
موسیٰؑ کے کانوں نے سنی
تری صدائے جاوداں
عیسیٰؑ ترا کلمہ بنے
تیری رفاقت کا نشان
ذاتِ محمد مصطفیٰؐ
جو حامد و محمود ہیں
تیری ثناء جن پر تمام
ان پر درود ان پر سلام

ایک درود

ہر تحفۂ نعت و درود
اور رحمتِ ربِ عُلا
ہر شفقتِ ربِ جلیل
تم پر محمد مصطفیٰ ﷺ
ہر تحفۂ نعت و درود

روحوں میں روحِ مصطفیٰ ﷺ
جسموں میں جسمِ مصطفیٰ ﷺ
قبروں میں قبرِ مصطفیٰ ﷺ
فخرِ زمین و آسماں
تم پر محمد مصطفیٰ ﷺ
ہر تحفۂ نعت و درود

سارے رسولوں پر سلام
جس کی شفاعت مستند
اُس پر درودِ مستقل
اُس پر سلامِ جاوداں
تم پر محمد مصطفیٰ ﷺ
ہر تحفۂ نعت و درود

اُس کے صحابہؓ کالنجوم
اور اہلِ بیتِ مصطفیٰ ﷺ
سایہ فگن ایمان پر
اُن پر سلام اُن پر درود
تم پر محمد مصطفیٰ ﷺ
ہر تحفۂ نعت و درود

اُس پر ہزاروں رحمتیں
جو نقطۂ آغاز ہے
جو نقطۂ انجام ہے
تخلیق کا، تکوین کا
تم پر محمد مصطفیٰ ﷺ
ہر تحفۂ نعت و درود

سورج کہا قرآن نے
اور زندگی روشن ہوئی
اُس کی نظر کے نور سے
اُس کے عمل کے نور سے
تم پر محمد مصطفیٰ ﷺ
ہر تحفۂ نعت و درود

اذکار اُس کے دہر میں
افکار اُس کے ذہن میں
ہر روشنی اُس ذات سے
ہر ذات اُس سے مستنیر

تم پر محمد مصطفیٰ ﷺ
ہر تحفۂ نعت و درود

وہ صاحبِ معراج ہے
افلاک اُس کے راستے
اور کہکشاں در کہکشاں
اُس کے سفر کی گرد ہے

تم پر محمد مصطفیٰ ﷺ
ہر تحفۂ نعت و درود

○

تو حرفِ دُعا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ
رحمت کی نوا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ

گردابِ بلا میں ہے ترا نام، سفینہ
تو موج کُشا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ

اِس حدِ مکانی سے گزر کر ترا نغمہ
میں نے بھی سنا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ

بکھرے ہوئے لمحوں میں سلامت ہیں دل و جاں
یہ تیری عطا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ

تسکینِ دل و جاں کی ہر اک صورتِ مطلوب
طیبہ کی ہوا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ

وہ گنبدِ خضریٰ کے قریں طائرِ تنہا
کشفی کی نوا ہے، مرے مولا مرے آقا

۸۵ء

○

ہے یاد تری اپنا ہنر، سیدِ عالم ﷺ
اور اشکِ جگر تاب، گہر سیدِ عالم ﷺ

امکان مرے، تیری نبوت کی گواہی
تو مطلعِ امکانِ بشر، سیدِ عالم ﷺ

آمد تری، انوار کا اعلانِ جلی ہے
آفاق میں تو بانگِ سحر سیدِ عالم ﷺ

آباد رہوں، اسمِ محمدؐ کی فضا میں
ہو نام ترا، میرا نگر سیدِ عالم ﷺ

عثمانؓ و ابوبکرؓ و علیؓ کی تجھے سوگند
مل جائے مجھے میری خبر سیدِ عالم ﷺ

تابندہ و بے باک کرے میرے جنوں کو
فاروقِ معظمؓ کی نظر سیدِ عالم ﷺ

بلقیس کے ہونٹوں پہ ترے نام کا نغمہ
اُس پر بھی عنایت کی نظر، سیدِ عالم ﷺ

کشفی کی یہی اِک دعا ایک تمنا
مل جائے اُسے آپ کا در سیدِ عالم ﷺ

۹ر جون ۸۵ء

○

اُس رحمتِ عالمؐ کی عطا سب کے لئے ہے
سرکارؐ کی شفقت کی ردا سب کے لئے ہے
بوبکرؓ سے سلمانؓ و اویسِ قرنیؓ تک
الطاف کی، رحمت کی گھٹا سب کے لئے ہے
اک عاشقِ نادیدہ سے ہم ہجر زدوں تک
اُس چہرۂ اقدس کی ضیا سب کے لئے ہے
اُس روضۂ اطہر سے اُبھرتا ہوا سورج
مانندِ نشاناتِ حرا سب کے لیے ہے
تاریخ کے ایواں میں اجالا ہوا جس سے
وہ زندہ و پائندہ نوا سب کے لئے ہے
یاں مشرق و مغرب کا تفاوت نہیں کشفیؔ
دامانِ رسالت کی ہوا سب کے لئے ہے

۲۲ر جولائی ۸۷ء

ایک گواہی
بلقیس کے لئے

کعبہ کے مقابل تجھے دیکھا ہے نظر نے
ہاں ربِ محمدؐ کی عطا تیرے لئے ہے
ہے گنبدِ خضریٰ کی جھلک سبز رِدا میں
سرکارؐ کی چادر کی ضیا تیرے لئے ہے
ماؤں کی ردا سایۂ الطافِ الٰہی
صدیقؓ کی بیٹیؓ کی حیا تیرے لئے ہے
ہر لمحہ ترے لب پہ درود اور ثنا ہے
خاصانِ محمدؐ کی دعا تیرے لئے ہے

۲۲ر جولائی ۸۷

○

میری پلکوں کا گھر آپؐ سے وابستہ ہے
مرا ہر تارِ نظر آپؐ سے وابستہ ہے
وقت کے جبر سے بالا ہوں، رسولِ اکرمؐ!
میری ہر شام و سحر آپؐ سے وابستہ ہے
تاجِ کسریٰ کو سرِ راہ کچل ڈالا ہے
فقرِ مومن کا شرر آپؐ سے وابستہ ہے
یہ زر و مالِ جہاں میرا حوالہ ہی نہیں
میرا اندازِ نظر آپؐ سے وابستہ ہے
آپؐ نے اتنا دیا خواہشِ دُنیا نہ رہی
بے نیازی کا ہنر آپؐ سے وابستہ ہے
سارے اصنام و روایات کا جادو ٹوٹا
حسنِ تقدیرِ بشر آپؐ سے وابستہ ہے
کارِ امروز ہو یا کارِ قیامت آقاؐ!
آج کی، کل کی خبر آپؐ سے وابستہ ہے
اپنے کشکول پہ نظر سید و آقائے جہاں
اِن دعاؤں کا اثر آپؐ سے وابستہ ہے

۳۰ر جولائی ۸۷ء

○

اُس نام سے وابستہ ہوں، نسبت پہ نظر ہے
عاصی ہوں مگر اُنؐ کی شفاعت پہ نظر ہے

طیبہ سے بہت دور ہوں اور ذوقِ حضوری
اُس صاحبِ معراج کی رحمت پہ نظر ہے

قرآن کے اوراق میں پڑھتا ہوں انہیں کو
اُس مصحفِ ناطق کی تلاوت پہ نظر ہے

قاتل کے لئے لب پہ مرے حرفِ دعا ہے
اُس صاحبِ لولاک کی سیرت پہ نظر ہے

اقدار کا احساس اُسی نام کا صدقہ
ہاں احمدِ مختارؐ کی عظمت پہ نظر ہے

اِس ساعتِ موجود میں پستی کو نہ دیکھو
اُس احمد و محمودؐ کی اُمت پہ نظر ہے

بلقیس بھی، کشفی بھی پریشان ہیں دونوں
اب ربِ محمدؐ کی عنایت پہ نظر ہے

۳۰/جولائی ۸۷ء

○

وہ ایک نام جو آبِ حیات ہے لوگو!
مرے لہو میں، مری آرزو میں زندہ ہے

دیارِ شرق سے لے کر دیارِ مغرب تک
یہ مُشتِ خاک تری جستجو میں زندہ ہے

صفات وذات کے پردے اُٹھا دیئے جس نے
مری شراب اُسی اک سبو میں زندہ ہے

صداقتِ دلِ صدیق ؓ ہے چراغِ وجود
ادائے عشقِ بلالؓ لہو میں زندہ ہے

تمہاری یاد ہے جس کے لئے مثالِ حرا
وہ کس وقار سے اس ہاؤ ہو میں زندہ ہے

یکم جنوری ۱۹۸۱ء

نذرِ وقار صدیقی (مرحوم)

ہیں سامنے قرطاس و قلم کچھ نہیں لکھتے
بے رخصتِ سرکارِ اُمم کچھ نہیں لکھتے

طیبہ کی ہوا مدحتِ سرکارؐ کی قاصد
اُن کا نہ اشارہ ہو تو ہم کچھ نہیں لکھتے

اک اسمِ محمدؐ کے سوا لوحِ لحد پر
دیوار و درِ بامِ حرم کچھ لکھتے نہیں

ہر سانس عبارت ہے محمدؐ کی ثنا سے
رودادِ شہاں، قصۂ جم کچھ نہیں لکھتے

اُس شہرِ محبت کے صحیفوں پہ فرشتے
میرے لئے بجز حرفِ کرم کچھ نہیں لکھتے

اک حرفِ ندامت سے مقدر کو سنوارا
اور اس کے سوا دیدۂ نم کچھ نہیں لکھتے

۱۳ر فروری ۸۲ء

○

فضا میں اُن کے ہونٹوں کی صدا ہے
مدینے کی سحر ہے اور میں ہوں

حجابِ درمیاں کوئی نہیں ہے
محمدؐ کی نظر ہے اور میں ہوں

حرا سے سبز گنبد تک مسلسل
سفر اندر سفر ہے اور میں ہوں

درِ دل پر صدائے اسمِ احمدؐ
مرا دامانِ تر ہے اور میں ہوں

کبھی قدسی، کبھی جامی، و اقبال
تماشائے ہنر ہے اور میں ہوں

سکوت و صوت کی منزل سے آگے
تقاضائے دگر ہے اور میں ہوں

مرے اشکوں میں تصویرِ بلالؓ
محبت کا ہنر ہے اور میں ہوں

۲/ ۳/ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ
۸/ دسمبر ۱۹۸۳ء

یہ ایک نام

یہ ایک نام سکینہ بھی ہے نجات بھی ہے
سمندروں میں جہازوں کو تم نے دیکھا ہے؟
یہ ایک نام سفینہ ہے اہلِ دل کے لئے
یہ ایک نام اندھیروں میں روشنی کا سفیر
خدائے ہر دو جہاں نور ہے جہانوں کا
یہ آدمی جو ہمارا ہے...... نور کا پیکر
فصیل زیست پہ مثلِ چراغ روشن ہے
دل ونگاہ میں شعلہ اِسی کا روشن ہے
خدا بھی نور ہے، احمدؐ بھی نور کا مرکز
کتابِ راہِ ہدایت بھی نور کی قندیل
حضورؐ! حجرۂ تاریک میں مِری آنکھیں
قلم کو صفحۂ کاغذ پہ دیکھ کر رقصاں
نئی بصارت وتوفیق کی شہادت ہیں

۶؍ فروری ۸۹ء

سارے نام اُن صلی اللہ علیہ وسلم کے

ستاروں کا یہ جُھرمٹ
ایک تحریرِ مرصع ہے
ستاروں کا یہ جُھرمٹ لکھ رہا ہے خطِ کوفی میں
محمدؐ کے وہ سارے نام
جو خوابوں میں
جو آنکھوں میں
ہواؤں میں پر افشاں ہیں
وہ عاقب ہے
وہ حامد ہے' وہ قاسم ہے' وہ خاتم ہے
وہی حاشر' وہی یٰسیٓن' وہی طٰہٰ
وہی برہاں' وہی مومن' وہی ناطق

وہی صاحب خدا کا، اور حجازی اہلِ عالم کا
وہی عالم، وہی طیب، وہی طاہر
وہی سیّد، وہی سابق، وہی اوّل، وہی آخر
حقیقت کا وہی ظاہر، حقیقت کا وہی باطن
محمد ﷺ اپنا اولیٰ* ہے، رگِ جاں ہے
اِسی شہ رگ کے مسکن میں خدا ہے
محمدؐ کا جو صاحب ہے

۲۹/ دسمبر ۸۸ء

*۔ قریب، بہت دوست، محب، خیر خواہ

شفاعت

لوائے حمد اُنؐ کے ہاتھ میں ہو گا
شفاعت کے ترانے اُنؐ کے ہونٹوں پر
محمد مصطفیؐ عرشِ الٰہی کے قریں ہو کر
ثنائے رب ادا کر کے
ہماری مغفرت کا بیج بوئیں گے
اُسی لمحہ، زمینِ حشر سے وہ بیج اُبھرے گا
شجر بن کر،
پھر اُس کے سائے میں
آفتابِ صبحِ محشر سے اماں پا کر
صلوٰۃِ حق ادا کر کے
درودِ مصطفیٰ کے ورد میں اپنے کو پالیں گے

○

یہ سلسلۂ صدق و صفا کس سے ملا ہے؟
افکار کو اندازِ حیا کس سے ملا ہے؟
کس نام سے ملتی ہے شفا اہلِ جہاں کو
کونین کو یہ حرفِ دعا کس سے ملا ہے؟
ہر نقش میں اک شانِ کریمی ہے خدا کی
یہ پردۂ انوار و ضیا کس سے ملا ہے؟
یہ دولتِ اندازِ نظر کس کا کرم ہے
یہ سلسلۂ فکرِ رسا کس سے ملا ہے؟
جز احمدِ مختارؐ کے نقشِ کفِ پا کے
انسان کو یہ نورِ خدا کس سے ملا ہے؟
سرکارِ دو عالمؐ کے سوا کون امیں ہے؟
اللہ کا پیغامِ ہدیٰ کس سے ملا ہے
اُس ذاتِ محمدؐ کے سوا' کوئی بتائے
انسان کو مفہومِ رضا کس سے ملا ہے؟
کشفی کو عطا کس سے ہوئے اشکِ محبت
آواز کو یہ رنگِ صفا کس سے ملا ہے؟

۲۱ر جنوری ۷۸ء

○

ظلمت نے چراغ اپنے بجھائے تو ہیں لیکن
اک اسمِ محمدؐ تو اُجالے کے لئے ہے
درکار نہیں مجھ کو کوئی سایۂ دیوار
طیبہ کی ہوا غم کے ازالے کے لئے ہے
خاکِ درِ سرکارؐ سے نسبت ہے کچھ ایسی
عنوان مرے دل کے مقالے کے لئے ہے
بے چہرہ سہی عالمِ اسلام کا امروز
پر گنبدِ خضریٰ تو حوالے کے لئے ہے
میں خواب میں سرکار کو دیکھوں گا کسی دن
معراج یہی چاہنے والے کے لئے ہے

۲۳/۲۵/ ستمبر/ ۸۲ء

○

پھر پیشِ نظر سیدِ عالم کا حرم ہے
یہ ربِ محمدؐ کی عنایت ہے، کرم ہے

پھر لب پہ مرے ذکرِ شہنشاہِ اُمم ہے
پھر زیرِ قدم عظمتِ اسکندر و جم ہے

طیبہ کا سفر مرحلۂ خوف[0] و رجا ہے
ہونٹوں پہ تبسم ہے، مگر آنکھ تو نم ہے

انساں کی قبا رنگِ الٰہی سے مُزین
یہ اُن کا کرم، اُن کا کرم، اُن کا کرم ہے

ہر صاحبِ ایمان کی دھڑکن میں محمد ﷺ
اُس ذات سے دوری کا تصور بھی ستم ہے

انسان کی وحدت ہے محمدؐ کا کرشمہ
اِس بزم میں تفریقِ عرب ہے نہ عجم ہے

وحشت کا ہر اک نقش بنا جلوۂ تہذیب
رو داد یہ دیوارِ تمدن پہ رقم ہے

کشفی کے لئے نعت ہے تابوتِ سکینہ
سرکارِ دو عالم کے سوا کس کا کرم ہے

۳/۴/ستمبر ۱۹۸۷ء

[0] ایمان، خوف اور رجا کے درمیان ہے۔ حدیث شریف (مفہوم)

○

ٹوٹے دلوں کو صبر و شکیبائی دے گیا
ہر مظہرِ حیات کو رعنائی دے گیا

احمد تھا اور خالقِ اکبر کا شاہکار
حامد تھا اور حمد کو گہرائی دے گیا

ہر غیب اک شہود تھا جس شخص کے لئے
وہ رحمتِ تمام تھا' بینائی دے گیا

حرف وبیاں میں جس کو سمیٹا نہ جا سکے
وہ شخص کائنات کو گویائی دے گیا

وحشت کدے میں صاحبِ معراجِ آدمی
انسانیت کو انجمن آرائی دے گیا

غیروں کے حق میں حرفِ شفا جس کی بات تھی
اصحابِ باصفاؓ کو مسیحائی دے گیا

وہ صادق و امین تھا کشفیؔ' خدا گواہ
جو اپنے یارِ غارؓ کو سچائی دے گیا

۸اذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

۱۴راگست ۸۷ء

○

میرے سجدوں کے نشان اُن کی عطا میں شامل
سر بلندی ہے نشانِ کفِ پا میں شامل
ہے کُشادِ درِ دل سیدِ والا کی عطا
درد و احساس مدینے کی ہوا میں شامل
نام سے اُن کے، بدل جاتا ہے انساں کا وجود
ربِ کعبہ کا کرم اُن کی عطا میں شامل
ماہِ دو ہفتہ کئی رنگ لئے آیا ہے
رنگِ فردوس مدینے کی ضیا میں شامل
چوڑی بجتی ہے تو برکت کی صدا آتی ہے
مرضیٔ شاہِ ہُدیٰ رنگِ حنا میں شامل

نغمۂ احمدِ مُرسَل ہے مقدر اپنا
ہر صداقت ہے اِسی ایک صدا میں شامل
جامی و قدسی و سعدی کی ثنائے خواجہؐ
لہجۂ حضرتِ صدیقؓ نوا میں شامل
وہ تو رحمت کے خزانوں کے امیں ہیں کشفی
اُن کی رحمت ہے مدینے کی فضا میں شامل

یکم / دوم ربیع الاول ۱۴۱۲ھ
م / ۱۱/ ۱۲/ ستمبر ۱۹۹۱ء

○

ذہن کو اپنے سجالوں تو ترا ؐ نام لکھوں
اپنے لمحوں کو اُجالوں تو ترا ؐ نام لکھوں
شہرِ طیبہ میں گزاری ہوئی ہر ساعت کی
یاد کو دل میں بسالوں تو ترا ؐ نام لکھوں
گنبدِ سبز کے سائے میں وہ صدیوں کا خرام
اُس کی تصویر بنا لوں تو ترا نام لکھوں
روضۂ پاک کے نظارے کو نغمے کی طرح
روح کے ساز پہ گالوں تو ترا نام لکھوں
میرے مولاؐ! تری کملی سے اُبھرتا سورج
اُس کو آئینہ بنالوں تو ترا نام لکھوں

حضرتِ سیدِ اکبرؓ کی وفا کا نغمہ
آج دنیا کو سنا لوں تو ترا نام لکھوں
صاحبِ عدل کہ فاروقؓ بنایا حق نے
ان کو الفاظ میں ڈھالوں تو ترا نام لکھوں
جامعِ حرفِ الٰہی پہ درود اور سلام
اپنے آنسو کو سنبھالوں تو ترا نام لکھوں
تیری برکت سے منور ہوئیں جن کی آنکھیں
اُن کے لہجے کو نبھالوں تو ترا نام لکھوں
خواجۂ وسعتِ افلاک وز میں تجھ پہ سلام
تیری لو دل میں بڑھا لوں تو ترا نام لکھوں

۲۴ر جولائی ۸۷ء

○

جادۂ عشقِ محمد ﷺ کا تسلسل دیکھو
نہیں اِس راہ میں یارو! کوئی منزل، کوئی سنگ
آسماں گنبدِ خضریٰ سے فرو تر نکلا
یہ حقیقت ہے، نہیں کوئی نظر کا نیرنگ
غیب بھی اُن کے کرم سے مِری نظروں پہ کھلا
میں نے دیکھی ہے مدینے میں بہشتِ صد رنگ
آپؐ کے نام میں ہر لفظ کا مفہوم ملے
میرے سرکارؐ ہیں ہر دور کی زندہ فرہنگ
میں نے تسنیم میں کوثر کو ملایا کشفی
آج مِرے لئے ہر جامۂ مستی ہوا تنگ

۱۶/ ذی الحجہ ۱۴۰۷ء

۱۲/ اگست

○

ایسے عاصی بھی ہیں جو تابِ نظر رکھتے ہیں
اپنی آنکھوں میں محبت کے گھر رکھتے ہیں

سیرتِ ختمِ رسل اُن کی نظر کا سُرمہ
وہ جو تاریخِ تمدن پہ نظر رکھتے ہیں

وہ مدینہ، وہ محمدؐ کا تجلی خانہ
ہم ہیں بے مایہ، مگر عزم سفر رکھتے ہیں

میرے سید، مرے حامد° پہ کرم ہو یا رب
فیض احمدؐ سے جو قرآں پہ نظر رکھتے ہیں

شہرِ طیبہ میں ملے حضرتِ شرقی°° ہم کو
وہ جو سرکارؐ کی مدحت کا ہنر رکھتے ہیں

تم غلامانِ محمدؐ سے ملو تو کشفی
وہ تو احوالِ دو عالم کی خبر رکھتے ہیں

۱۳ر اگست ۸۷ء

° سید حامد حسن بلگرامی مد ظلہ   °° سید عبدالعزیز شرقی مرحوم

ایک دعا...... ایک نعت
کشفی اور بلقیس کی طرف سے

وہ بصیرت اے خدا! منزل نما ہم کو ملے
خاکِ طیبہ میں کسی کا نقشِ پا ہم کو ملے

رحمۃ للعالمیں کے نور سے رخشندہ ہو
ایسا اندازِ نظر سب سے جدا، ہم کو ملے

ہم قیامت کی تپش میں مسکرا اُٹھیں، اگر
سرورِ دنیا و دیں کا آسرا ہم کو ملے

قربِ احمدؐ کے ہزاروں سلسلے...... ربِ کریم!
ہم پہ جو روشن نہیں وہ مدعا، ہم کو ملے

ہم مدینے کی زمیں میں اس طرح مدفون ہوں
خاکِ پائے مصطفیٰؐ بس یہ صلہ ہم کو ملے

قربِ شاہی کی تمنا اور کشفی؟ الاماں
اے خدا! انؐ سے ردا، تجھ سے جزا، ہم کو ملے

یکم اگست ۸۷ء

○

بشر ہے وہ مگر عکسِ صفات ایسا ہے
کہ کائنات میں تنہا دکھائی دیتا ہے
ہر ایک خلوتِ جاں میں اُسی کی محفل ہے
ہر ایک شخص کو اپنا دکھائی دیتا ہے
غبارِ تشنہ لبی میں نگاہِ اُمت کو
اُسی کی ذات کا دریا دکھائی دیتا ہے
جہاں میں ذاتِ محمدؐ کے سینکڑوں جلوے
نگاہِ شوق کو کیا کیا دکھائی دیتا ہے
غرورِ کج کلہی تو گدائے احمدؐ کو
فسادِ قلب کا صحرا دکھائی دیتا ہے

۳ / ربیع الاول ۱۴۰۳ھ
م / ۲۰ / دسمبر ۸۲ء

○

لبِ عیسیٰؑ پہ بشارت کی جو مشعل تھا کبھی
عہدِ حاضر کے اندھیروں میں دکھائی دے گا

جس کے ہونٹوں سے ملے لفظ و معانی کو گہر
وہ مِرے حرف کو اک تازہ نوائی دے گا

جب سوا نیزے پہ سورج کی آنی چمکے گی
سایۂ دامنِ احمدؐ ہی دکھائی دے گا

ہر صدا حشر کے میدان میں پتھر ہو گی
نغمۂ مُرسلِ آخر ہی سُنائی دے گا

میرا دل اسمِ محمدؐ سے سکون کا مرکز
ذہنِ بے مایہ بھی اب اس کی دُہائی دے گا

۱۹/۱۶/ فروری ۱۹۸۲ء

○

ہر ایک لفظ کے معنی سے اک جہاں پیدا
تری نوا سے ہوا حرفِ جاوداں پیدا

یہ اہلِ سیف و قلم، صاحبانِ جود و عطا
نقوشِ پا سے ہوئے کتنے کارواں پیدا

وجودِ حضرتِ انساں کے ارتقا کے لئے
ہوا مدینہ میں ایک تازہ آسماں پیدا

نشاطِ سجدہ جہاں، اعتبارِ روحِ بشر
رسولِ حق نے کیا ایسا آستاں پیدا

۳ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

مواجہ شریف میں ایک آواز

دیارِ غرب میں آنکھیں کسی کی اشک فشاں
دیارِ پاک میں نغمہ کسی زبان پہ ہے
کسی ضعیف کی بے نور ہوتی آنکھوں میں
جمالِ گنبدِ خضریٰ ابھی منور ہے
وہ خوش نصیب ہیں جن کو ترا پیام ملے
"ہزار بار برو صد ہزار بار بیا"

(۲)

کسی نقاب کے دامن میں جگنوؤں کی چمک
حیا و عفت و ایماں کی ترجمان بن کر
فضائے صحن حرم میں دکھائی دیتی ہے
اِن آنسوؤں کی چمک کو یہی پیام ملا
"ہزار بار برو صد ہزار بار بیا"

(۴)

ستونِ توبہ پہ ہونٹوں کو رکھ دیا میں نے
خبر ملی کہ تمنائے سیدِ والا
مری نجات کا رستہ بھی ہے، وسیلہ بھی
ستونِ توبہ کے ہونٹوں سے یہ صدا آئی
"ہزار بار برو صد ہزار بار بیا"

۱۷/اپریل۱۹۹۱ء

مدینے کی پہلی رات

روشن ہے مرے خواب کی دُنیا مرے آگے
تعبیر بنا گنبدِ خضریٰ مرے آگے
افلاک کو جھکتے ہوئے دیکھا ہے نظر نے
ہے خواب گہ شاہِ مدینہ مرے آگے

ہے ماہِ دو ہفتہ ترے کاشانے کی قندیل
ہے خاک بسر اوجِ ثریا ترے آگے
تھا درد کے دریا میں تلاطم ترے پیچھے
سمٹا ہے مرے درد کا دریا ترے آگے

(ستمبر ۱۹۶۶ء)

مدینہ

مدینہ شہر نہیں ہے، مری تمنا ہے
مدینہ ایک اشارہ ہے روشنی کی طرف
مدینہ ایک کنا یہ ہے زندگی کے لئے
مدینہ صوت و صدا کے بغیر حُسنِ کلام
مدینہ حُسنِ سماعت کو اک پیام بھی ہے
مدینہ خستہ دلوں کے لئے سلام بھی ہے
مدینہ دولتِ بیدار آدمی کے لئے
مدینہ تابش و انوار زندگی کے لئے
مدینہ ہوش کا پیغام بے خودی کے لئے

مدینہ راہِ تمنا پہ نقشِ آخر ہے
مدینہ فرش کی عظمت کا استعارہ ہے
مدینہ صاحبِ کوثر کا مستقر ٹھہرا
مدینہ مطعِ امکانِ آدمی ٹھہرا
فضائے شہر رسالت نے یہ کہا مجھ سے
"نگاہِ سیدِ کونین ﷺ آج بھی نگراں
سلامِ شوق کے قاصد لب و منظر کی طرف"

رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ

اپریل ۱۹۹۱ء

مدینہ منورہ

مدینۂ منورہ سے رخصت

خاموش سی اک طرزِ فغاں لے کے چلا ہوں
آنکھوں سے نہاں اشکِ رواں لے کے چلا ہوں
سرکارؐ کے قدموں سے جبیں، عرشِ مُعلّےٰ
محراب کے، سجدوں میں نشاں لے کے چلا ہوں
اب گنبدِ خضریٰ کے سوا عکس، نہ منظر
آنکھوں میں محبت کا بیاں لے کے چلا ہوں
نام اُنؐ کا مرے واسطے ہے محضرِ براَت
میں صاحبِ کوثر سے اماں لے کے چلا ہوں
ہر قیدِ زماں اور مکاں ہے مری نخچیر
جو زندہ رہے اب وہ سماں لے کے چلا ہوں
طیبہ کی ہر اک راہ، مری راہ نما ہے
سرکارؐ کے قدموں کے نشاں لے کے چلا ہوں

۲۰/ جولائی ۷۸ء

مدینے کا انتظار

(قطعات)

○

گنبدِ سبز کی تصویر مرے کمرے میں
زندگی مطلعِ انوار نظر آتی ہے
آرزو حسن کے پیکر میں ڈھلی ہے میری
ہر تجلی ترا رخسار نظر آتی ہے

۴ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

○

ابرِ بے آب کی مانند جئے جاتا ہوں
کب مدینے کا سفر مرا مقدر ہو گا
روز جو محفلِ سرکار میں حاضر ہوتے
کون تاریخ میں اب اُن کے برابر ہو گا

۴ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہر مطلعِ انوار اُسی نام سے روشن
خورشید کو خیرات ملی اُس کی جبیں سے
ہاں اسمِ محمد ﷺ ہے مرے نطق کی توقیر
الفاظ کو مفہوم ملا سرورِ دیں ﷺ سے

ایک غزل سے نعت کے دو شعر

مرا وجود محمدؐ کے نام سے قائم
چراغِ کعبہ سے روشن ہیں سب شجر میرے
جہاں مسافتیں منزل، غبار نورِ سحر
خیال وخواب میں بستے ہیں وہ نگر[0] میرے

۱۵/ نومبر ۱۹۷۸ء

[0] مکہ معظمہ، مدینہ منورہ

○

مرا رفیق مِرے ساتھ شہر طیبہ میں
وہ خواب اور وہ بیدار سے سفر میرے

کتابِ ربِ محمد ﷺ، حدیثِ عبدِ خدا
ہر ایک سچ مرا، سب حرفِ معتبر میرے

مِرے خیال کی تابش ہے عکسِ احمد ﷺ سے
خزف کدے میں چمکتے ہیں اب گُہر میرے

خیال جوہؔر و آوازِ حسرؔت و اقبالؔ
دیارِ شب میں یہ سب صاحبِ نظر میرے

۱۸/ اگست ۸۷ء

○

فتحِ سرکارؐ پہ شیطاں کی فغاں کو دیکھو
رنگِ رُخ اُڑ گیا، تصویرِ بتاں کو دیکھو

مدحتِ شاہ کے سیارے فضا میں رقصاں
نکہت و رنگ کی اس موجِ رواں کو دیکھو

سبز گنبد کا مکیں شاہدِ اہلِ ایمان
حلقۂ وقت میں اس زندہ مکاں کو دیکھو

اسمِ احمدؐ سے اندھیروں میں جلائی قندیل
برقِ تابندہ ہے کشفی کی زباں کو دیکھو

۱۹؍ فروری ۸۲ء

○

میں ریاضِ نبیؐ میں بیٹھا ہوں
نقشِ جنت نما ہے آنکھوں میں
میرے چہرے پہ عکس ہے اُنؐ کا
اُنؐ کا چہرہ چھپا ہے آنکھوں میں
یہ ہیں عثمانؓ دیکھ لو اِن کو
کیسا رنگِ حیا ہے آنکھوں میں
چشمِ کیفیؔ میں گنبدِ خضریٰ
"دولتِ بے بہا ہے آنکھوں میں"
اُن کے روضے کی جالیاں دل میں
"ایسا نقشہ کھنچا ہے آنکھوں میں"
اُن کی اُمت کا فرد ہے کشفیؔ
ایک اذنِ عطا ہے آنکھوں میں

۳۱ر جنوری ۸۷ء

یہ نعت اس محبت کا اظہار ہے جو نبی کریم ﷺ کی نسبتِ عالیہ نے میرے دل میں خباب مسرور کیفی کے لئے پیدا کر دی ہے۔ "واوین" کے دونوں مصرعے انہیں کے ہیں۔

○

جانے کب قریۂ ملت پہ برسنے آئے
رحمتِ سرورِ دیں، ابرِ کرم کی صورت

میرے معبود تجھے علمِ نبیؐ کا صدقہ
سکّۂ علم ملے ہم کو قلم کی صورت

فتح و نصرت کی ہوائیں جو چلیں طیبہ سے
ہاتھ میں اُن کے رہیں ہم بھی عَلَم کی صورت

میرے اشکوں سے بنے گنبدِ خضریٰ کی شبیہ
تیری رحمت ہو عطا دیدۂ نم کی صورت

اُن کی میراث میں سجادہ ملا ہے ہم کو
ہم کو درکار نہیں جاہ و حشم کی صورت

۷/۸/ فروری ۱۹۹۴ء

پہلی اور دوسری ستمبر ۱۹۸۷ء (۷ محرم ۱۴۰۸ھ) کی درمیانی رات تھی۔ آل انڈیا ریڈیو کی اردو سروس سے نیازی قوال اور ہم نوا جگر صاحب کی نعت پیش کر رہے تھے۔

اک رند ہے اور مدحتِ سلطانِ مدینہ

بلقیس اور میں گم ہو گئے اور روتے رہے۔ سونے کے لئے لیٹا تو نیند نہ آئی۔ ہاں یہ شعر لفظ بالفظ عطا ہوتے رہے۔ کراچی کے حالات سے گھائل طبیعت کو اِس استغاثہ کے بعد سکون ملا اور ڈھائی بجے سو گیا۔

○

دیکھو تو ذرا نسبتِ سلطانِ مدینہ
طیبہ میں ملی جنتِ سلطانِ مدینہ

اللہ نے اس ذکر کو رفعت سے نوازا
اللہُ غنی، رفعتِ سلطانِ مدینہ

دربارِ محمدؐ سے عطا ہو مجھے یارب!
جو فقر بنا دولتِ سلطانِ مدینہ

بُنیادِ عطا، ربِ محمدؐ کا ارادہ
میزانِ عطا، رحمتِ سلطانِ مدینہ

یہ جان ہے سرکار کی حرمتِ پہ تصدق
ایمان مِرا، حُرمت سلطانِ مدینہ

اِس شہر میں ناموس ہے ٹوٹی ہوئی گڑیا
خاموش ہے کیوں غیرتِ سلطانِ مدینہ

اب پنجۂ بیداد میں عورت کی[o] رِدا ہے
فریاد ہے اے غیرتِ سلطانِ مدینہ
الفاظ میں اُس ذات سے نسبت کا حوالہ؟
اشعار میں اور مدحتِ سلطانِ مدینہ؟
اوراقِ شمائل کا یہ اعجاز تو دیکھو
آنکھوں میں بسی صورتِ سلطانِ مدینہ
اعمال تو دامن میں نہیں ہیں مرے کشفی
بخشش کا سبب نسبتِ سلطانِ مدینہ

[o] رانی پور اور سیالکوٹ کے حالیہ واقعات

پھر مجھے رحمتِ غفار کی یاد آتی ہے
پھر دیارِ شہِ ابرار کی یاد آتی ہے

روضۂ پاک کا ہر نقش، بصیرت کا نشاں
پھر مجھے ساعتِ بیدار کی یاد آتی ہے

وادیٔ خواب میں دیدار کا لمحہ چمکا
پھر اسی لذتِ دیدار کی یاد آتی ہے مجھے

مرے مولا! مرے حالات کی گرہیں کھل جائیں
جبر میں احمدِ مختار کی یاد آتی ہے

اپنے صاحب کی رفاقت کا نشان ہیں صدیقؓ
ہر نفس صاحبِ ایثار کی یاد آتی ہے

حق و باطل کو جدا کردیا جس نے کشفی
شاہِ لولاک کی تلوارؓ کی یاد آتی ہے

جس نے قرآن کے اوراق کو سرخی بخشی
آج اُس دیدۂ گُل بارؓ کی یاد آتی ہے

اپنے دشمن کے جو سینے سے اُتر آیا تھا
اُس جری حیدرِ کرارؓ کی یاد آتی ہے

نام ہے جس کا ابوالخیرؔ، وطن ہے طیبہ
آپؐ کے خادمِ دربار کی یاد آتی ہے

۲۳/جولائی ۸۷ء

○

جب دور سے طیبہ کے آثار نظر آئے
سرکارِ دو عالم کے انوار نظر آئے

یہ نقشِ قدم کس کے، تقدیرِ بہاراں ہیں
ہر خاک کے ذرّے میں گلزار نظر آئے

تاریخ و تمدن کی میزان وہی ٹھہرے
اصحابِ محمدؐ ہی معیار نظر آئے

جو نقشِ خیالی تھا، اب خون میں رقصاں ہے
مکّے میں مدینے میں آثار نظر آئے

کشفی کی نگاہوں میں اب نقش نہیں کوئی
محرابِ تہجد میں سرکارؐ نظر آئے

۲۳/دسمبر ۸۸ء

○

کیا ہم کو شکایت ہو زمانے کے ستم سے
ہم زندہ و پائندہ ہیں طٰہٰ کے کرم سے

سرکارِ دو عالم ﷺ کی بصیرت کا ہے صدقہ
ہر سلسلۂ فکر و نظر زندہ ہے ہم سے

تاریخ، محمد ﷺ کا نشانِ کفِ پا ہے
انسان کو معراج ملی اُن کے قدم سے

وہ ظاہر و باطن بھی، وہی اول و آخر
انسان کو کیا کچھ نہ ملا اُن کے کرم سے

مقصودِ حرم، بعثتِ سرکارِ دو عالمؐ
آتی ہے صدا آج بھی بنیادِ حرم سے

اُس روضۂ اطہر کی فضا، غم کا ازالہ
کیا واسطہ مومن کو زمانے کے ستم سے

الفاظ کے محبس میں خموشی رہی کشفی
کی اُن کی ثنا ہم نے مگر دیدۂ نم سے

۷ار ذی الحجہ

۱۳ر اگست ۸۷ء

○

غمِ جہاں سے یہ کہہ دے مری طرف سے کوئی
میں آج اسمِ محمدؐ کے سائبان میں ہوں

زماں مکاں پہ تسلط مرے نبیؐ، کا ہے
غریب شہر ہوں اور اپنے ہی مکان میں ہوں

نگارِ شہرِ مدینہ! یہ داستاں ہو طویل
مثالِ صدق میں شامل ترے بیان میں ہوں

صفات و ذات کے جلوے افق پہ پیدا ہیں
میں آسمانِ تجلی کی اس اڑان میں ہوں

سلام جس کو کریں ہفت آسماں کشفی
اسی کا خون ہوں اور اس کے خاندان میں ہوں

۱۲/ اگست ۸۷ء

۱۶/ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

○

فصلِ خزاں میں احمدِ مختارؐ سے بہار
وہ رنگ اور نمود کا اک دائرہ بھی ہے
کردار جس کا حشر کے دن تک مثال ہے
قائم رہے فضا میں وہ ایسی صدا بھی ہے
معراج جس کی آدمِ خاکی کا ہو عروج
اُس کے سوا جہاں ہیں کوئی دوسرا بھی ہے؟
ہر معرکہ میں نعرۂ حق ہے اُسی کا نام
خلوت سرائے جاں کا وہی آشنا بھی ہے
نام اُس کا لب کے واسطے اک موجِ سلسبیل
پیشانئ نظر کے لئے نقشِ پا بھی ہے

۸۷ / جولائی ۸۷

○

ہم کو کچھ بھی نہیں درکار رسولِ عربی ﷺ!
ہم فقط تیرے طلب گار، رسولِ عربی ﷺ

اِس کڑی دھوپ میں بخشش کا سہارا ہم کو
آپ کا سایۂ دیوار، رسولِ عربی ﷺ

آپ سے ایک دعا، ایک دعا، ایک دعا
روح پر بارشِ انوار، رسولِ عربی ﷺ

ہم نے دیکھی ہے نبوت کی نظر سے جنت
آپ ہیں صاحبِ اسرار، رسولِ عربی ﷺ

چاند گہن

(۱۳'۱۴ مارچ...... کی درمیانی شب)

چاند کا کرب
بے عدد' بے شمار
یہ گہن ہے کہ اُس کے لئے قبر ہے
اِس گھڑی...... وہ نمازیں' دعائیں' کہ جو وقت کی قید کو توڑ کر آگئیں
جو کبھی چاند کے واسطے
آدمی کے لئے
ہمارے لئے
محمدؐ کے سجدوں سے' ہونٹوں سے' لفظوں سے پیدا ہوئیں
چاند کی قبر میں
زندگی کی کرن جگمگانے لگی
زندگی کی کرن...... چاند کی قبر میں

نغمۂ صلِ علیٰ

تو سرگروہِ انبیا رحمت کی تجھ پر انتہا
ہے ذات تیری حق نما تو ہے نشانِ کبریا
صلِ علیٰ، صلِ علیٰ
یا مصطفیٰؐ یا مجتبیٰؐ

اے ہادیٔ راہِ ہُدیٰ ہم سب ہیں تیرا قافلہ
تجھ سے ہمارا سلسلہ ہے مغفرت کا راستہ
صلِ علیٰ صلِ علیٰ
یا مصطفیٰؐ یا مجتبیٰؐ

عادت تری جود و سخا اعلانِ حق تیری نوا
تو نائبِ ربِ عُلا کہتے ہیں ہر صبح و مسا
صلِ علیٰ صلِ علیٰ
یا مصطفیٰؐ یا مجتبیٰؐ

۳ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ
۱۳ ستمبر ۱۹۹۱ء

پھر کوئی حرفِ دُعا

روزِ عاشور کی یہ صبح...... عبادت کی گھڑی
کوہِ جودی پہ سفینہ ٹھہرا
اور دعا آدمؑ و حواؑ کی ہوئی تھی مقبول
بطنِ ماہی سے وہ یونسؑ کی نمود
میرے ایوبؑ کا وہ صبرِ جمیل،
سلسلہ جس کا حُسینؓ ابنِ علیؓ تک پہنچا
آج پھر کرب و بَلا شہر کے کوچوں پر محیط
میرے ہر شہر کے کوچوں پہ محیط
آبرو، جان، سکوں
ان سے رشتہ ہی نہیں ہو جیسے
اے نبیؐ، سرورِ دیں!
پھر کوئی حرفِ تسلی ہو عطا
پھر کوئی حرفِ دعا
اپنی امت کے گنہگاروں کو

۱۰ر محرم
م ر ۴ ستمبر ۸۷ء

حضرت اُم سُلیمؓ کی روایت

مرے غربت کدے میں جب رسول اللہؐ آتے تھے
کبھی وہ گفتگو کرتے
کبھی وہ نیند کی وادی کو سرافراز بھی کرتے
پسینہ جسمِ اطہر پر چمکتا تھا
میں اُن قطروں کو ایک شیشی میں رکھ کر
کسی خوشبو میں حل کرتی
پسینے سے وہ خوشبو یوں بدل جاتی
کہ جیسے خاکِ جنت کے
گل و ریحان کی خوشبو
اُسی شیشی کو اپنا گھر بنا لیتی

اشعار

○

کرب کی رات میں اک نام سہارا تو بنا
ہر بُن مو سے محمدؐ کی صدا آتی ہے
میرے سرکارؐ نے پھر مجھ کو بلایا ہو گا
ایک پیغام لئے بادِ صبا آتی ہے
درد کچھ اتنا سوا ہے کہ تسلی کے لئے
آج کی رات مدینے کی ہوا آتی ہے

۹ذی الحج
۵/۶/ اگست ۸۷ء

○

ہر منظرِ مدینۂ ختم الرسلؐ کا عکس
رقصاں ہے میرے دل میں چراغاں کئے ہوئے
دیکھے ہے اُن کے عہد کو میری نگاہِ شوق
اشکِ عمرؓ کو زینتِ مژگاں کئے ہوئے
راہِ وفا میں پھول کھلائے بلالؓ نے
اپنے لہو سے خود کو گلستاں کئے ہوئے

۲۰/ فروری ۸۲ء

اشعار

○

حورؑ و ملک نے جب پڑھا صل علیٰ محمدؐ
آپ خدا نے خود کہا صل علیٰ محمدؐ
حرف دعا پہ لگ گئی جیسے قبولیت کی مُہر
لوحِ جبیں پہ جب لکھا صل علیٰ

۱۳؍اگست ۸۷ء

○

جب روح میں آجائے محبت کا قرینہ
پھر دل سے کرو تم بھی تمنا مدینہ
طوفانِ بلا میں وہی لنگر، وہی ساحل
سرکارؐ ہیں اِس امتِ عاصی کا سفینہ

جنوری ؍ ۸۹

خلوت کدۂ دل، گل خندانِ محمدؐ
فیضانِ محمد ہے یہ، فیضانِ محمدؐ
ہر لفظ میں ملتی ہے ہمیں دانش و حکمت
اللہ کی برہان ہے برہانِ محمدؐ
فردوس کے منظر، مری پلکوں پہ ہیں رقصاں
"بے خود ہوں تہ سائیہ دامانِ محمدؐ"
ہے ان کی نگہ، لوح و قلم سے بھی کچھ آگے
ہمسایۂ جبریل ہیں، خاصانِ محمدؐ
مغرب کی نظر، کعبۂ مشرق سے ہراساں
رو کے تو کوئی کاوشِ رندانِ محمدؐ
لولاک لما، ایک حقیقت کا ہے اظہار
ہے نقشِ جہاں، پر تو تابانِ محمدؐ
ہے ان کی نظر، نقش گرِ عہدِ رسالت
میزانِ جہاں، حلقہ یارانِ محمدؐ
اے ارض وطن، خون شہیداں کی قسم ہے
فتنے کو مٹائیں گے، محبانِ محمدؐ

(۱۹۵۵ء)

قصیدہ بردہ شریف کا ایک نقش

نبیٔ محتشمؐ! تیرا گدائے بے نوا کشفی
بہ چشمِ نم ترے دامن کا سایہ ڈھونڈھنے آیا
ہر اک جذبہ ہے میرا شعلۂ بے باک کے مانند
جسے اشکِ ندامت سے ترے دربار میں دھولوں
مری آنکھیں مرے عجز و ندامت کی گواہی ہیں
تری عصمت مرے ہر جرم کو سنگین بناتی ہے
عبادت کی شب بیدار میں قدموں پہ سوجن تھی
اِدھر میں ہوں کہ اکثر نیند کے جھوٹے تقاضوں پر
سجودِ شوق کو چھوڑا
محمدؐ سید الکونین! تو ہے آمر و ناہی
ترا ہر قول سچا ہے
شفاعت کی توقع تیرے دامن تک مجھے لائی
ترا دامن کسی مضبوط رسّی کی طرح اب ہاتھ میں آیا
یہ رسّی جادۂ راہِ صفا معلوم ہوتی ہے
حبیبِ کبریاؐ! رتبہ کسے معلوم ہے تیرا
تری شفقت نے حیرانی کے ہر گرداب کو ساحل بنا ڈالا
تری قربت میں دوری کس قدر بے چین رکھتی ہے
تری دوری میں قربت کی ادا، تسکینِ جان دیدہ و دل ہے
ترا اخلاق مجسّم، پرتوِ اسمائے حسنیٰ ہے

شرف میں بدرِ کامل کی طرح یکتا
شگوفے کی طرح آغوشِ خوشبو ہے
ترا جود و کرم دریا کی موجوں کی طرح وافر
تری ہمت مثال "دہر" ہے گویا
ترے الفاظ روحِ نُطق انسانی
تبسم جیسے آویزہ ہے گوشِ حُسنِ آدم کا
وہ خاکِ جسمِ طاہر، خالقِ خوشبوئے بے پایاں
مشامِ جاں معطر ہو گیا جس سے

ولادت مصطفویٰ ﷺ :

ترے آتے ہی کنگورے گرے ایوانِ کسریٰ کے
ہر اک آتش کدہ افسوس سے بھرنے لگا آہیں
یہ کیسا انقلاب آیا کہ آتش بن گیا پانی
ترے انوار اک زندہ شہادت کی طرح روشن
نگاہِ کفر و ظلمت ہو گئی اندھی
نگاہِ کفر نے انوار کی بارش نہیں دیکھی
سماعت چھین لی کفار کی رعدِ ولادت نے
شہابِ سرخ کی مانند شعلوں کی ہوئی بارش
کہ جن کے خوف سے بُت گر پڑے بے اختیاری میں
شیاطین اس طرح بھاگے کہ جیسے ابرہہ کی فوج بھاگی تھی

دعوت:

تری دعوت سے پتھر بن گئے انساں
ترے ساتھی تھے ابرِ رحم کے ٹکڑے
جو تیرے ساتھ چلتے تھے
تو ان کا سایہ تھا' وہ سائے تھے تیرے
ترے قلبِ منور سے جو نسبت تھی
اُسی سے چاند روشن ہے
زمانے نے ستم جب بھی کیا مجھ پر
ترے دامانِ رحمت میں جگہ ڈھونڈھی
ترے دستِ مبارک نے غنی تر کر دیا مجھ کو
زمانہ کیا مجھے دے گا
میں تیرے در کا سائل ہوں
ترا قلبِ مبارک خواب کی وادی میں کب سویا
نبوت کی صداقت کی نشانی خواب تھا تیرا
ہر اک لمحہ تری دعوت کا جیسے آیتِ کبریٰ
وہ آیت' جو سپیدی کو سیاہی سے جدا کر دے

فی ذکر شرف القرآن:

کتابِ معتبر سب سے بڑا ہے معجزہ تیرا
ہر اک آیت ہے جس کی عدل کے میزان کی مانند

زمانے کی ہر اک گردش نے اس کو اور چمکایا
کتابِ معتبر کی آیتیں امواجِ دریا ہیں
جو ٹکراتی ہیں آ کر ساحلِ مقصودِ انساں سے
اسی "نورِ مبیں" سے آنکھ کو ٹھنڈک ہوئی حاصل
یہ وہ پانی ہے جو دوزخ کی آتش کو بجھاتا ہے
یہ آیاتِ کریمہ حوضِ کوثر ہیں
گنہگاروں کے منہ دھل کر ہوئے روشن
اسی سے کوئلہ آخر بنا ہیرا
مساوات و اخوت کے سبق اس میں
نظامِ عدل کی بنیاد بنتے ہیں

فی ذکر معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم :

وہی ذاتِ مبارک آیتِ معراجِ انسان ہے
حرم سے بیتِ اقدس تک
محمد مصطفیٰ معراجِ آدم کے امیں بن کر
بلندی کے نشاں بن کر
افق پر جگمگاتے ہیں
یہ تارے، کہکشاں، انجمِ سحر، خورشیدِ خاور آج تک ہمدم
اسی معراج کی افسانہ خوانی کرتے جاتے ہیں
فضائے بے کراں میں ذرۂ خاکی
اسی معراج کے نقشِ کہن کو ڈھونڈھنے نکلا

گروہِ مسلمیں! آگے بڑھو، تاروں کو اب چھولو
زمیں کی پستیوں کو آسماں کر دو

فی ذکر جہاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

حنین وبدر کے میدان شاہد ہیں
کہ جنت مومنوں کو خون کے قطروں سے ملتی ہے
حنین وبدر سے اسلام کی قوت بڑھی اتنی
ہر اک ظلمت کدہ امن واماں سے ہو گیا روشن
محمد مصطفیٰؐ کی فوج کو وہ قوت دیں تھی
جو کافر تھے انہیں کے واسطے اموات کی فصلیں
اُگا کرتی تھیں میداں میں
وہ نیزوں کے قلم سے خط لکھے کس نے؟
فساد و ظلم کی کھیتی کے دہقاں، کفر کے حامی
نظامِ عدل کے بانی رسول اللہؐ کے ساتھی
کسی سیسہ پلی دیوار کے مانند لڑتے تھے
بقائے مرکزِ ملت کی خاطر جنگ کرتے تھے
انہیں غزوات کا حاصل ہے امنِ عالمِ انساں
ہوائے نصرتِ غیبی فتح مندی لئے آئی
حضورؐ سرورِ عالم نے ملت کی حفاظت کی
کہ جیسے شیر بچوں کو نیستاں میں چھپاتا ہے

دعائیہ :

کبھی اہلِ دول کے سامنے دامن کو پھیلایا
کبھی اپنی ہوس کو پیکرِ شعر و سخن دے کر
متاعِ عمر ضائع کی
تری توصیف ہے عمرِ پشیماں کی نئی منزل
تری یادیں مرے داغِ ندامت کو مٹائیں گی
مجھے داغِ معاصی ناگ بن کر ڈستے رہتے ہیں
کہ میں نے دین کی قیمت پہ دنیا کا کیا سودا
مگر رشتہ مرا تجھ سے کبھی ٹوٹا نہ ٹوٹے گا
یہ پیمانِ محبت قوتِ دل ہے
ترا دستِ کرم گلہائے بخشش سے مرے دامن کو بھر دے گا
مری توقیر کا ذریعہ ترے دربار سے نسبت
میں خاکِ خشک ہوں گرمی کا مارا ہوں
ترے لطف و کرم کی بارش پیہم
مجھے سر سبزیوں سے آشنا کر دے

مناجات :

خداوندا محمد مصطفیٰؐ کے ابرِ رحمت کو
مری ہستی پہ برسا دے
حُدی خوانی سے رستے سہل ہو جائیں
نسیمِ صبح جب شاخوں کو جھولا دے

مرے نغمے شفاعت کا وسیلہ ہوں
مجھے صدقِ ابو بکرؓ و علیؓ دے دے
عمر فاروقؓ کا جذبہ عنایت ہو
حیائے حضرتِ عثمانؓ نگاہوں کو بدل ڈالے
بُصیریؒ کی ردائے پاک کا سایا ملے مجھ کو
میں اپنے دور کی تاریکیوں کو دور کر جاؤں
قلم کے ساتھ اپنے علم و دانش سے
محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور کو نغموں سے پھیلاؤں
ترے دینِ مبیں کو وسعتِ عالم میں پھیلاؤں
عمل میرا نشانِ راہِ منزل ہو
مرا اسچہ رسول اللہ ﷺ کا نقشِ قدم بن کر
ہماری ناتمامی کو مٹا ڈالے

نقش ہے وجدان پر میرے

(ہشام علی حافظ کی ایک نعتیہ نظم کے ابتدائیہ کا ترجمہ)

تمہارا نامِ نامی نقش ہے وجدان پر میرے
مرا قلبِ حزیں آنسو بہاتا ہے
مری آنکھوں کے آنسو یاد کی وادی میں رقصاں ہیں
مری فکر و نظر کے زخم قندیل محبت ہیں
مجھے معلوم ہے ان سب کی قسمت ہے فنا ہونا
(مگر)
تو واحد ہے (خدا کی بارگاہِ جلوہ ساماں میں)
تو غائب بھی ہے حاضر بھی
تو غائب ہے ضمیرِ عبدِ عاجز میں
تو غائب ہے مرے قلب حزیں کی گہری وادی میں
مری بیداریوں میں تو ہی حاضر ہے
مری آنکھوں کی بیداری بجھی سے ہے
مری عقل و شعور و آگہی بیدار ہیں تجھ سے
تو میری ذات میں حاضر
میرے وجدان میں حاضر
تو غائب بھی ہے حاضر بھی

محمد میرا بیٹا ہے :

(ہشام علی حافظ کی عربی نعتیہ نظم کا ترجمہ)

سمندر کے کنارے چل رہا تھا
نسیم بحر میرے ساتھ چلتی تھی
(مری خلوت میں جلوت کا تماشا
عجب کچھ ماجرا تھا)
ہوا کی تازگی گویا لطافت کا سمندر تھی
طلوعِ فجر کے قدموں کی آہٹ
مرے قدموں کی آہٹ بن گئی تھی
دریچے ظلمتوں کے بند ہوتے جا رہے تھے
اجالوں کے دریچے کھل رہے تھے

☆......☆......☆

طلوعِ فجر سے پہلے
کتابِ عمر کے عنواں نظر کے سامنے آئے
میں بچہ تھا،
بہت چھوٹا، بہت ناداں
جوارِ رحمۃ للعالمیں میں میرا مسکن تھا
میں جس مٹی پہ چلتا تھا

رسول اللہ کے نقشِ کفِ پا سے
معطر تھی
منور تھی
ابھی وہ نخل باقی تھا
ابو بکرؓ و عمرؓ نے جس کا پھل کھایا
کھجوریں کتنی شیریں تھیں
میری قسمت میں جو آئیں
جو پانی سرورِ کونین پیتے تھے
اسی سے میں بھی اپنی تشنگی کو رفع کرتا تھا
مرے لب اس کو چھوتے تھے
(وہ میرے واسطے کوثر کا پانی تھا)
بڑی راحت سے میرے دن گزرتے تھے
مدینہ میں
جسے اللہ نے محبوب رکھا ہے
جہاں کے سارے شہروں میں

اِنہیں یادوں میں غلطاں جا رہا تھا
اور مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر
ایک بچہ چل رہا تھا
وہ جیسے میرا بچپن تھا
اچانک وہ پلٹ کر میرے پاس آیا

نعتیہ ہائیک

ایک احساس فضا پر طاری
اور فیضانِ نظر ہے جاری
اِسے میراثِ نبوت کہئے

(۲)

تیرے قدموں کی آہٹ
اِک عنوان بلاغت کا
اک خطبہ ہے ہدایت کا

(۳)

آسماں خاکِ مدینہ کی سلامی کے لئے
مہ و خورشید کی کرنوں کو لئے آتا ہے
آسماں حدِ نظر، حدِ نظر

نعتیہ واکا

(پانچ مصرعوں کی جاپانی صنفِ سخن)

(۱)

ترا اسمِ گرامی جب مرے ہونٹوں پہ آتا ہے
ندامت مجھ کو ہوتی ہے
لب ورخسار کے نغمے
ابھی تک رقص کرتے ہیں
مرے ہونٹوں کی سرحد پر

(۲)

کبھی بادل کے رنگوں میں
کبھی پھولوں کی نکہت میں
کبھی دل کی فضاؤں میں
کبھی فکر و تامل میں
نقوشِ سرورِ کونین کا جلوہ نظر آیا

یک مصرعی نظمیں
(سخن مختصر)

حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ

تخلیقِ کائنات کا منشا وہی توؐ ہے

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ

رفاقت کو نیا مفہوم اس کی ذات نے بخشا

حضرت فاطمہؓ

گلِ گل زارِ محمدؐ پہ سلام اور درود

حضرت ابوبکر صدیقؓ

تاریخِ وفا حضرتِ صدیقؓ پہ نازاں

حضرت عمر فاروقؓ

اس کا وجود کلمۂ حق ہے، اذان ہے

حضرت عثمان غنیؓ

خونِ رگِ عثمانؓ سے سرخی ہے شفق کی

حضرت علی مرتضیٰؓ

علیؓ کے نام سے روشن چراغ خانۂ کعبہ

حضرت خالد بن ولیدؓ

اس کی تلوار نے باطل کا جگر کاٹ دیا

کعبۃ اللہ

خالِ رُخِ ایام یہی بیتِ خدا ہے

مدینۃ النبی ﷺ

دیباچۂ نشاطِ ابد اس کی ہر گلی

''سمندر کتنا پیارا ہے

سمندر کتنا اچھا ہے''

''مگر تم تو سمندر سے بھی اچھے ہو''

تم اپنا نام تو بتلاؤ

''محمد''

''مرا بھی ایک بیٹا

موسوم ہے اسم محمد سے

میرا اک دوسرا بھائی

محمد نام کے بیٹے کا ابو ہے

خدا نے تیسرے بھائی کو دو فرزند بخشے ہیں

محمد اور احمد نام ہیں ان کے

مری بہنوں کے بچے بھی محمد ہیں''

☆......☆......☆

کنارِ بحر

ننھے دوست کے لب پر

تبسم کی ضیاء پھیلی

''محمد نام ہے میرا

مرا ابو محمد تھا

مرا دادا محمد تھا

محمد بن محمد بن محمد نام ہے میرا''

☆......☆......☆

(نبیٔ محترم
صدیاں تمہارے نام سے روشن)
مجھے تم سے محبت ہے
مجھے تم سے محبت ہے
مجھے تم سے محبت ہے
یا حبیبی یا رسول اللہؐ

مصائب کے غار میں گونجتی آواز

سانپ نے صدیقؓ کو جب غار میں ڈسا
تو تر العابِ ہن
اُس کے لئے آخر شفائن گیا
اور دشمنوں کے قدم
جب غار کے نزدیک آوازوں میں ڈھلے
تو تو نے کہا
"لاتحزن اِن اللہ معنا"
اور جب میرے رفیقوں نے مجھے ڈسا
تو تیر العابِ ہن

جو آج بھی تیرے لفظوں میں محفوظ ہے
مِرے لئے شفا بن گیا
اور دشمنوں کے قدم
جب مِرے وجود کی دہلیز کے قریب آ گئے
تو تو نے کہا
"لاتحزن اِن اللہ معنا"
تو مِرے وجود میں زندہ ہے
اِس فضا اِس کائنات کے لئے
آج بھی تو سب سے بڑی سچائی ہے
اور زندگی

۵/ جنوری ۸۹ء

سب لفظوں کا مفہوم

"عرش"

"کرسی"

"زماں" اور "مکاں"

"کائنات"

کتنے بڑے ہیں یہ لفظ

اورِان کے مفاہیم...... ہمارا اور کائنات کا مقدر ہیں

"ہم" "میں"...... یہ لفظ بھی ایسے ہی ہیں

مگرِان کا کوئی مفہوم نہ ہوتا

یہ لفظ موتی سے خالی صدف کی طرح ہوتے

اگر محمد ﷺ نہ ہوتے

محمد ﷺ......ِان سب لفظوں کا مفہوم ہیں

سلام اُن پر' درود اُن پر

۱۶/ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

حرفِ آخر

میرے سرکار، میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرے گا، وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے سید ابو احمد عاکف سلمہ اللہ تعالیٰ کے ذریعے مجھے مدینہ میں ایک "مکاں" عطا کیا جس میں مصطفینہ، عائشہ اور عمر نے اپنے دادا کو اعتبار بخشا اور میری بہو کوثر سلمہ نے ہر لمحہ کو راحت بکنار بنا دیا۔

میری بیٹیوں ثانیہ، ثاقبہ اور ام ابیہا نے ہمارے ایک سفرِ حج کو الحمدللہ جیسے آنے والی دنیا میں ہماری معیت کا اشاریہ بنا دیا۔

مولانا عبدالعزیز شرقی، اُن کے صاحب زادے فضل الرحمٰن، برادرِ عزیز نعیم حامد علی، جلال صاحب، بابری اور عبدالحکیم صاحبان نے ہر طرح سے نوازا۔

چوہدری مسعود، اُن کی بیوی اور اُن کے بچے عائشہ، آمنہ اور مدثر دیارِ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم میں میرے "اہلِ بیت" بن گئے۔

وہ ﷺ

اُس کا نام میری پہچان ہے
اُس کا نام چودہ سو سال سے مرے وجود پر بادل کی طرح برس رہا ہے
یہی دن تھے
یہی مہینہ ...... کہ وہ آیا
احمد ﷺ ...... محمد ﷺ
نام میں کوئی نقطہ نہیں
اللہ
نقطوں سے بے نیاز، نقطوں سے بالاتر
اُسی نے انسانوں میں محمد ﷺ کو یکتا بنا دیا
یہ نام جو پہلے کسی کا نہ تھا
اور جو...... اب، ہر مسلمان کے نام میں شامل ہے
اللہ جو ہر نسبت، ہر رشتہ سے بلند تر ہے

اُس نے اپنی مدح کے بطون سے اسمِ محمد ﷺ کو پیدا کیا
احمد......اِسی سیپی کا دوسرا موتی ہے
اگر دو موتی نہ ہو آتے (اسم کے) تو مشکل پڑ جاتی
کس انداز سے ربِ جلیل نے اپنی توحید کی پاس داری فرمائی ہے
میں ''پردے''اور''احمدِ بے میم'' کے مباحث سے
گریز کرتا ہوں اور مانتا بھی نہیں...... لیکن رفیق اعلیٰ جل جلالہ'
نے اپنے رفیق ﷺ کو کیسے کیسے نوازا ہے
ہم تو پوری طرح اِس کا اوراک بھی نہیں کر سکتے

۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

م ۱۲ر فروری ۱۹۷۹ء

ہنگامِ نمود

وقت کی آنکھ
محوِ سفر تھی
مسلسل...... جلوہ بعدِ جلوہ
اور پھر یہ آنکھ اُس پر رک گئی
جو آئینہ حسنِ یقیں تھا
جس نے دنیا میں اپنی آمد سے پہلے
اپنے نغمے سنے
انبیاء نے جس سے
میثاقِ وفا باندھا
آدم کی تکریم
فرشتوں کا سجدہ
خاک دانِ تیرہ کے انتشار میں زندگی کی نمو

زندگی کے مرحلے

ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف

کہکشائیں

سیارے

یہ سب خیرِ مقدمی مراحل تھے

اور پھر

"برخیز کہ آدم راہنگامِ نمود آمد"

اسی ہنگامہ نمود کو

یومِ میلادِ محمدؐ کہتے ہیں

برادران عزیز سعید احمد کشتی والا، محمد عبداللہ فیروز، حاجی سلیم، شبیر قریشی اور خواجہ قمر الحسن کی توجہ نے اس مجموعہ کی اشاعت کو آسان تر بنادیا۔ ان حضرات کا شکریہ بھی واجب ہے۔

اور عزیز گرامی صبیح رحمانی سلمہ اس مجموعے کی اشاعت کا سبب ہیں۔ نعت اور تنقیدِ نعت سے مری وابستگی کے لئے صبیح رحمانی اور اُن کا کتابی سلسلہ "نعت رنگ" مہمیز بن گیا۔

کشفی

ذکرِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اردو ادب میں

سید ابوالخیر کشفی کی یہ کتاب
اردو میں نعت گوئی اور سیرت نگاری
کا تنقیدی جائزہ ہے۔
انشاء اللہ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
میں شائع ہوگی۔